

جان کی بیداری

نمبر: 3389

ایک خطبہ

جو جمعرات، 15 جنوری، 1914 کو شائع ہوا

واعظ: سی۔ ایچ۔ سپرجن

جائے خطبہ: میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوٹنگٹن

حق، حق، میں تم سے کہتا ہوں، وہ گھڑی آتی ہے بلکہ اب بھی ہے، جب مردے خدا کے بیٹے کی آواز سنیں گے؛ اور جو سنیں "گے، وہ زندہ ہوں گے۔"  
(یوحنا 25:5)

مجھے گمان ہے کہ جب کوئی موتی چھڑنے والا سمندر کی تہ میں ہوتا ہے، اور اُس نے اپنے تھیلے کو صدفوں سے بھر لیا ہوتا ہے، تو اُسے بعض اوقات اور بھی ایسے صدف دکھائی دیتے ہیں جو اُرد گرد بکھرے ہوئے ہیں، جنہیں وہ ضرور اٹھا لینا چاہتا ہے اگر اُس کے بس میں ہو۔ اور میں تصور کر سکتا ہوں کہ جب وہ خیریت سے کشتی میں واپس آ جاتا ہے، اور وہ خزانہ رکھ چکا ہوتا ہے جو اُس نے پہلے جمع کیا، تو اُس کا دل چاہتا ہے کہ اُسی مقام پر پھر اُترے تاکہ وہ جو باقی رہ گئے تھے، انہیں بھی نکال لائے۔

یہ کیفیت کسی قدر میری اپنی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔ جب میں آج کی صبح اس باب کو پڑھ رہا تھا اور اس کے لیے وعظ تیار کر رہا تھا، تو میں نے محسوس کیا کہ اس آیت میں ایسے کئی قیمتی موتی چھپے ہوئے ہیں جن پر میں اُسی وقت روشنی نہ ڈال سکا، چنانچہ میں پھر اُسی مقام کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہوں تاکہ شاید ہم تازہ جواہرات پا سکیں۔

تم میں سے جو آج صبح یہاں موجود تھے، وہ یاد کریں گے کہ ہم نے اُس باب میں مسیح کی ذات اقدس میں زندگی بخشنے کے تین مدارج دیکھے۔ جس طرح پرانے عہدنامہ میں خدا تعالیٰ نے بعض مردوں کو زندہ کیا، اُسی طرح ایام جسمانی میں مسیح نے بھی جن کو چاہا، انہیں زندہ کیا؛ یعنی جو فطری طور پر مردہ تھے، انہیں اُس نے فطری زندگی عطا کی۔ یہ پہلا درجہ ہے۔ اور درحقیقت ایک نہایت عجیب و غریب اختیار ہے جو مسیح نے بروئے کار لایا؛ لعز کو قبر سے زندہ نکالنا، یا سردار کے جوان بیٹی کو، یا بیوہ کے بیٹے کو پھر سے اُس کی ماں کے حوالے کرنا۔ یہ سب اُس کی قوتِ حیات بخش کے مظاہر ہیں۔

زندگی بخشنے کی دوسری صورت وہ ہے جس کا ذکر اس آیت مبارکہ میں آیا ہے۔ مسیح برابر اپنی آواز کے ذریعے انہیں رُوحانی زندگی عطا کر رہا تھا جو رُوحانی طور پر مردہ تھے۔ زندگی بخشنے کی تیسری قسم وہ ہے جس کا تعلق قیامتِ عامہ سے ہے۔ جب تمام قبروں میں سوئے ہوئے لوگ خدا کے بیٹے کی آواز سنیں گے اور عدالت کے لیے جی اٹھیں گے۔

لیکن آج شام ہم اپنی توجہ دوسرے درجہ کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی اُس زندگی بخش عمل کی طرف جو اب جاری ہے۔ نہ وہ ماضی کی بات ہے جیسا کہ چند لوگوں کا مسیح کے ایام میں زندہ ہونا، نہ وہ آئندہ کی بات ہے جیسا کہ قیامت، بلکہ یہ ایک موجودہ امر ہے۔ یہ آنکھوں اور کانوں کو اُس طرح ظاہر نہیں جیسا کہ وہ دیگر اسرار، چنانچہ یہ بڑی حد تک پوشیدہ ہے، بجز اُس شخص کے جو اس کا شریک ہو۔ لیکن یہ امر اُسی قدر حقیقی، اُسی قدر معجزانہ، بلکہ بہت معنی میں زیادہ حیرت انگیز اور خدائی ہے۔ مسیح مسلسل رُوحانی طور پر مردہ لوگوں کو زندہ کرتا ہے اور انہیں زندگی عطا فرماتا ہے۔

اُہ! کہ رُوح القدس ہمیں اس صداقت کو تمہارے فہم پر منکشف کرنے کے لیے توفیق بخشے، اور یہ تمہارے دلوں پر چسپاں ہو

—پس ہمارا پہلا سعی یہ ہو گا کہ بیان کریں

وہ گھڑی آتی ہے" — فرماتا ہے نجات دہندہ — "بلکہ اب بھی ہے، جب مردے خُدا کے بیٹے کی آواز سنیں گے؛ اور جو سنیں" "گے، وہ زندہ ہوں گے۔"

روحانی موت کیا ہے؟ تم سب جانتے ہو کہ جسم کا جسمانی طور پر مردہ ہونا کیا ہوتا ہے۔ جان جدا ہو چکی ہوتی ہے، اور جسم بے حس و حرکت، بے بس اور اپنے آپ کو محفوظ رکھنے سے عاجز ہوتا ہے۔ جان اُس کے لیے نمک کی مانند تھی؛ اور جب وہ جاتی رہی، تو وہ جلدی سڑنے لگتا ہے اور گھناؤنا ہو جاتا ہے۔ افسوس! وہ بے جان جسم — ایک نہایت ہی ہولناک اور رُسوا کن منظر ہوتا ہے، خاص کر جب وہ کچھ مدت قبر میں پڑا رہ چکا ہو۔

ہم میں سے اکثر نے سنا ہے کہ اخلاقی طور پر مردہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ شاید یہ حالت بہتوں پر نہ آئی ہو — خُدا کرے کبھی نہ آئے — لیکن کچھ لوگ ایسے ضرور ہوتے ہیں جو اپنے ہم نوع انسانوں کے درمیان بھلائی اور برائی کی ہر اخلاقی حس سے بے خبر ہو چکے ہیں۔ میری مراد اس وقت اخلاقیات سے یہی ہے۔ وہ چوری، ناپاکی، شراب نوشی، بلکہ بعض اوقات قتل تک میں اس قدر پختہ ہو چکے ہوتے ہیں کہ جب انہیں گرفتار کیا جاتا ہے، جرم ثابت ہوتا ہے، اور قید میں ڈال دیا جاتا ہے — تب بھی اُن کے دل میں توبہ کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ شریعت کی سخت ترین سزا کا خوف بھی اُن سے کوئی اثر نہیں لیتا۔

جو لوگ اُن کے ضمیر کو جگانے کے لیے بھرپور کوشش کرتے ہیں، انہیں شدید افسوس کے ساتھ یہ یقین ہوتا ہے کہ اُن کی اخلاقی قوتیں بالکل فنا ہو چکی ہیں۔ وہ ایسے سخت دل ہو جاتے ہیں جیسے داغنے کی لوہے سے جھلسائے گئے ہوں۔ یہ ایک ہیبت ناک منظر ہوتا ہے کہ کوئی شخص اخلاقی طور پر مر چکا ہو — نہ عقل کی آواز سنتا ہے، نہ تنبیہ کی طرف توجہ کرتا ہے، نہ شرم و ندامت کا کوئی احساس باقی ہے۔ اُس کی خواہشیں بے لگام، اُس کی طبیعت درندہ صفت، وہ ایک پاگل بھیڑیے کی مانند بن جاتا ہے جس سے پورا علاقہ خائف ہے، یا ایک دھاڑتا ہوا شیر جو شکار کی تلاش میں پھرتا ہے، اور جس سے ہر شخص بچنا چاہتا ہے، اور بعض تو اُسے مار ڈالنا ہی بہتر سمجھتے ہیں۔

خُدا کرے کہ ہم میں سے کوئی بھی ایسی رسوائی میں نہ پڑے! افسوس! یہ ممکن ہے — قدم بہ قدم، تھوڑا تھوڑا کر کے، آدمی معاشرے سے کٹ کر گناہ کی بلاؤں میں جا گرتا ہے، حالانکہ اُس نے بہتر ماحول میں جنم لیا ہوتا ہے، اور اُس کی تربیت بھی عمدہ راہوں میں ہوئی ہوتی ہے۔ خُدا ہمیں اس انجام سے بچائے

لیکن روحانی موت — وہ کیا ہے؟ وہ ان دونوں کی مانند ہے، مگر کچھ مختلف بھی۔ میں روحانی موت کو اُس کی اصل ماہیت میں بیان نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ میری فہم سے باہر ہے؛ مگر میں اُسے اُس کی ظاہری علامات سے پہچاننے کی کوشش کروں گا۔

اب ایک روحانی طور پر مردہ شخص پر نگاہ کرو۔ وہ کسی اور پہلو سے مردہ نہیں — وہ چلتا پھرتا ہے، کھلے میدانوں میں کھڑی فصلیں دیکھتا ہے، شام کو آسمان کی طرف نگاہ کرتا ہے، اور رات کی شان دار بہار دیکھتا ہے۔ دن کے وقت وہ پہاڑوں پر چڑھتا ہے، نیچے وادیوں کو اپنی تمام تر خوبصورتی میں دیکھتا ہے، اور آفتاب درخشاں پر نظریں جماتا ہے۔ ان سب میں خُدا نظر آتا ہے — خُدا جو خالق ہے، محافظ ہے، اور انسانوں کا محسن ہے — مگر یہ شخص اُسے نہیں دیکھتا۔ اُسے خُدا نظر نہیں آتا۔

لکھے — خُدا کے بغیر، وہاں (Atheos) "شاید وہ بائرن کی مانند مونٹ بلانک کے سائے تلے کھڑا ہو کر اپنے آپ کو "بے خُدا جہاں خُدا ہر سو موجود ہے۔ جہاں ہر سانس میں خُدا کی موجودگی ہے، جہاں ہر پھول کے نیچے خُدا کا نقش قدم ہے — مگر یہ معدوم ہو چکی ہے؟ یا خُدا موجود نہیں؟ (First Cause) شخص خُدا کو نہ دیکھتا ہے، نہ مانتا ہے۔ کیا ازلی و ابدی علتِ اولیٰ نہیں اے صاحبو! خُدا تو ہے، مگر اس شخص کی خُدا شناسی جاتی رہی ہے، اور بس یہی کچھ کھویا ہے۔ اُس میں روحانی حقیقتوں کو پہچاننے کی صلاحیت باقی نہیں رہی، ورنہ وہ درختوں کی سرسراہٹ میں خُدا کی آواز سنتا، آسمان کی تاریکی میں خُدا کا نام سنہری حروف میں لکھا دیکھتا، اُس کے ہر جس میں خُدا کا شعور ہوتا، اور اُس کی جان خُدا میں سیراب ہوتی۔ مگر وہ مردہ ہے — اور اسی لیے وہ نہیں دیکھ سکتا، نہ سُن سکتا۔

ذرا اُسے خُدا کی عام عنایتوں کے واقعات میں دیکھو۔ اُس کے پاس نعمتیں ہیں — ہنستے مسکراتے بچے اُس کی گود میں چڑھتے ہیں، اُس کی بیوی صحت مند ہے، خوش ہے، انہیں روزی روٹی کی کمی نہیں۔ رحمت کا دریا اُن کے دروازے کے قریب بہتا ہے، اور یہ سب عرصہ دراز سے جاری ہے۔ اُن کی خوش حالی برابر قائم رہی ہے۔

یہ سب خُدا سے آتا ہے۔ تندرستی اور قوت اُسی کی عطا ہیں۔ دولت کمانے اور اُس سے لطف اٹھانے کی قدرت بھی اُسی سے کا ذکر کرتا ہے، اور اپنے آپ (luck) حاصل ہوتی ہے۔ مگر یہ شخص کبھی بھی ان سب میں خُدا کو نہیں دیکھتا۔ وہ کبھی قسمت کو خوش نصیب کہتا ہے۔ قسمت، چانس، اور تقدیر — یہی اُس کے دیوتا بن چکے ہیں۔ حالانکہ خُدا کا ہاتھ کشادہ ہے، نعمتوں

سے بھرا ہوا ہے، یہاں تک کہ کوئی چمگادڑ یا آلو بھی اُسے دیکھ لے، مگر یہ شخص اُسے محسوس نہیں کرتا۔ یہ شخص روحانی چیزوں کے ادراک سے مردہ ہے — یہاں تک کہ جب خُداوند خود، نعمتوں سے لدا ہوا قریب آتا ہے، تب بھی وہ اُسے پہچانتا نہیں۔

جس طرح قدرت میں، اور عام نعمتوں میں خُدا نظر نہیں آتا، اُسی طرح ظاہرِ دین میں بھی وہ اُسے نہیں پاتا۔ وہ عبادت گاہ میں آتا ہے، شاید عقائد کا اقرار کرتا ہے، دُعا کی صورت میں شامل ہوتا ہے، یا ممکن ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ آ جائے جہاں سادہ عبادت ہو رہی ہو۔ وہ کیا کرتا ہے؟ وہ گاتا ہے جیسے اور لوگ گاتے ہیں، دُعا میں سر جھکاتا ہے جیسے اور لوگ جھکاتے ہیں، واعظ سنتا ہے جیسے اور سنتے ہیں۔ مگر یہ سب اُس کے لیے ایک بوجھل، بے کیف، اور یکنواخت رسم بن جاتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ جلدی ختم ہو، اُسے اُس میں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اگر اُس کی مرضی ہوتی، اور رسم و رواج اُسے مجبور نہ کرتے، تو وہ کبھی ایسے بے فائدہ کاموں میں وقت ضائع نہ کرتا — جیسا کہ وہ انہیں سمجھتا ہے۔

وہ اُس چرچ کے چوبے کی مانند ہے، جو بائبلوں اور دُعائیہ کتابوں کو خشک چبانے کا سامان سمجھتا ہے۔ اُسے کہیں زیادہ خوشی اُس کے خانہ میں جانے میں ہے جو گلیوں میں عام ہے، یا گھر بیٹھ کر ناولیں پڑھنے میں، یا کھیتوں میں چہل قدمی کرنے میں — یا درحقیقت کہیں بھی جانے میں بجز عبادت کے گھر کے۔ مگر وہی شخص جس کے پہلو میں بیٹھا ہے، اُسی عبادت میں، جو اُس کے لیے تھکن اور بیزاری کا باعث تھی، اُسی لذت پاتا ہے۔ وہ اُن بلند مقاموں پر اُٹھایا جاتا ہے جیسے عقابوں کے بازوؤں پر، آسمان کی رفعتوں تک۔ اُس کی جان مسرت اور سلامتی سے بھر دی جاتی ہے، اور جب وہ وہاں سے واپس آتا ہے تو کہتا ہے، "یقیناً خُدا اِس مقام میں تھا، اور یہاں ہونا نہایت ہی بھلا تھا۔"

یہ کیوں ہے؟ کلام تو وہی تھا، اور جو اُسے پہنچا رہا تھا وہ بھی وہی انسان۔ آ! فرق یہ تھا کہ ایک مردہ تھا، اور باقی زندہ۔ مردہ کیسے تسلی پائے؟ مردہ کیسے محظوظ ہو؟ مردہ کیسے تعلیم و خوراک حاصل کرے؟ خُدا اُس واعظ میں تھا، مگر وہ جسمانی ذہن والا انسان، جو مردہ تھا، اُسے پہچان نہ سکا۔

اے میرے عزیزو! یہ روحانی موت فقط خُدا کے وجود کو نہ پہچاننے کا نام نہیں، بلکہ یہ اُس اخلاقی ذمہ داری سے بھی کلیتاً غافل ہے جو اُس پہ واجب ہے۔ انسان اپنی فطرت میں راستبازی اور سچائی سے مردہ ہے؛ خُداوند کے احکام سے جو آنکھوں کو روشن کرتے ہیں، اور خُداوند کی شہادت سے جو نادان کو دانا بناتی ہے — وہ بالکل بیگانہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ہمنوعوں کے ساتھ اپنے فرائض کو پہچانے، کیونکہ وہ بخوبی جانتا ہے کہ لوگ اُس سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ وہ بظاہر قانون اور شائستگی کی حدوں میں رہتا ہے۔ مگر اپنے خالق کے ساتھ اُس کے جو بڑے فرائض ہیں، وہ اُس کے خیال میں تک نہ آتے۔ حالانکہ عدل اور راستی کی اصل یہی ہے کہ جو سب چیزوں کا خالق ہے، اُسے وہ مخلوق خدمت پیش کرے جسے اُس نے بنایا، اور جو زندگی بخشا ہے، اُسے وہ عزت دی جائے جس کی بدولت مخلوقات زندہ ہیں۔

اُسے یہ خیال کیوں نہیں آتا؟ وہ تیس، چالیس برس خُدا کے سہارے زندہ رہتا ہے، مگر اپنے دل کو ایک لمحہ کے لیے بھی خُدا کی خدمت کے لیے پیش نہیں کرتا — بلکہ اپنے خُدا کے بارے میں کبھی سوچتا تک نہیں۔ یہ کیونکر ممکن ہے؟ اِس لیے کہ وہ شخص روحانی فرائض کے لیے مردہ ہے۔ اگر وہ زندہ ہوتا، تو ان کوتاہیوں پر پشیمان ہوتا، اور اپنے رب کے مقرر کردہ قوانین کی خلاف ورزی پر توبہ کرتا۔ وہ شخص مردہ ہے، صاحبو — مردہ۔

مزید برآں، فطری انسان ابدی چیزوں کے لیے مردہ ہے۔ وقت کی باتوں کے لیے اُس کے کان کتنے تیز ہیں! دنیاوی فائدوں کی قدر کو کیسے چھپٹ لیتا ہے! مگر افسوس! وہ ابدی سچائیاں جو خُدا نے اپنے کلام میں ظاہر کی ہیں — نہ تو انہیں سُننے کا اشتیاق، اور نہ انہیں سن کر اُس کے دل میں کوئی اُمنگ پیدا ہوتی ہے۔

اے میرے سامعو! ہم نے تمہیں بارہا اُس آنے والی عدالت سے خبردار کیا ہے؛ ہمیں بسا اوقات وہ نرالا نرسنگا اُٹھانا پڑا ہے، جو تیز آواز سے خطرے کی صدا دیتا ہے؛ ہمیں تمہیں وہ خوفناک جہنم جتانا پڑا ہے، جس میں بے توبہ شریر گرا دیے جاتے ہیں۔ تو پھر کیوں نہ لوگ اِس نہایت سچی اور ہیبت ناک بات سے جاگ اُٹھیں؟ اِس لیے کہ وہ مردہ ہیں۔ اگر انہیں خدشہ ہو کہ اُن کے گھر میں آگ لگنے والی ہے، اور وہ خود بھسم ہو سکتے ہیں، تو وہ یقیناً متحرک ہو جاتے۔ مگر اُس روحانی خطرے پر، جو اِس سے کہیں بڑا ہے، وہ بالکل نہ چونکتے — اِس لیے کہ وہ اُس کے لیے مردہ ہیں۔

کبھی ہم نے آسمان کی باتیں کیں، اُس شہر کی تصویر کھینچی جس کے پھاٹک موتی کے بنے ہیں، جو نیلے اُجالے میں چمکتا ہے، جس کی بنیادیں جواہرات سے مزین ہیں، اور وہاں کے رہنے والے وہ مقدس ہیں جو اپنے جلالی بادشاہ کی روشنی میں ہمیشہ رہتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ — سنگ مرمر کو بھی گرم کر دے، دل سنگ کو بھی موم کر دے۔ مگر نہیں، وہ مردہ دل اِس سے نہیں پگھلتے۔ زمین کی معمولی خوشیاں اُن کی طلب کو کہیں جلدی ابھارتی ہیں۔ کیونکہ وہ اُس آسمان کے لیے مردہ ہیں، جو کتاب مقدس میں ظاہر کیا گیا، اور اُس کے لیے وہ کچھ پروا نہیں رکھتے۔

اے صاحبو! یہ افسوسناک ہے — ہاں، یہ رنج کا مقام ہے — کہ ہم اُن فانی سایوں کے لیے چوکتا ہیں، مگر اُن لازوال حقیقتوں کے لیے سوئے ہوئے ہیں؛ کہ ہم اِس فانی زندگی کے کھلونوں، اور طفلانہ بلبلوں کے پیچھے دوڑتے ہیں، اور اُس ابدی خوشی و راحت کے لیے کوئی خواہش نہیں رکھتے۔ یہ بھی روحانی موت کی علامت ہے۔

اب مجھے جلدی سے کچھ مزید نشانیاں بیان کرنی ہوں گی، جو اِس موت کی گواہی دیتی ہیں۔ دُعا انسان کی اُن سب سے بابرکت مشغولیات میں سے ایک ہے جو وہ زمین پر جنت سے باہر کرنے ہیں — اُس کثرت سے دینے والے خُدا سے مانگنا جو وہی دے سکتا ہے جو درکار ہے۔ لیکن یہاں کچھ لوگ موجود ہیں، جو کبھی دُعا نہیں کرتے، جو خُدا سے اپنے لیے کچھ بھی حقیقتاً طلب نہیں کرتے۔ وہ شاید عادتاً دُعا کی صورت اختیار کرتے ہیں، مگر وہ گویا گھٹتے ٹیکے ہوئے لاشے ہیں۔ وہ دُعا نہیں کرتے، وہ دُعا کے لیے مردہ ہیں۔

اُن کے سامنے یہ کتاب کھولو — یہ مقدس بائبل۔ اِس جیسی کتاب اور کوئی نہیں، نہ کسی فرشتے نے کبھی کسی ایسے صفحے کو دیکھا ہوگا جو اِس قدر جلال سے معمور ہو۔ یہی کتاب ہے جو ہمیں لافانی زندگی کا دروازہ دکھاتی ہے، اور ابدی محبت کی بشارت سناتی ہے۔ اب اگر فطری انسان کو اِس کے روبرو بٹھایا جائے، تو یہ اُسے محض ایک تاریخ معلوم ہوتی ہے، یا خشک عقائد کی تحریر۔ وہ اُس میں کچھ ایسا نہیں پاتا جو اُس کے دل کو لبھائے، یا اُس کی رُوح کو مسرور کرے۔ وہ شخص مردہ ہے، صاحب!

اندھی آنکھوں کے لیے روشن ترین جواہرات بھی کوئی چمک نہیں رکھتے۔ وہ مردہ ہے، بلکہ خود مسیح کے لیے بھی مردہ ہے؛ کیونکہ جب مسیح کی منادی کی جاتی ہے — وہ مسیح جو باپ کا بیٹا ہے، کنواری کا مولود، وہ جو جھک کر نجات دینے آیا، جو فتح پا کر آسمان پر چڑھ گیا، جو جلال کا تاج پہنے بادشاہ ہے — خُدا کے لوگ اُس کی باتوں سے خوش ہوتے ہیں، یسوع کے نام کی خوشبو اُن کے لیے ایسا ہے جیسے خوشبو بھرا عطر بہایا گیا ہو۔ مگر جب اُسی نجات دہندہ کو فطری انسان کے سامنے پیش کیا جائے، تو اُسے کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ کیوں دیکھے؟ وہ مردہ ہے — گناہوں اور خطاؤں میں مردہ۔

جتنے ظاہری آثار تم کسی اچھے فطری انسان میں دیکھ سکتے ہو، وہ سب یہ گواہی دیتے ہیں کہ خواہ اُس میں کسی قسم کی روشنی ہو، وہ روشنی جو خُدا، رُوحانی عالم، اور آنے والی دنیا سے تعلق رکھتی ہے — وہ اُس میں موجود نہیں۔ وہ اُن سے بے خبر ہے، اُس کا اُن سے کچھ لینا دینا نہیں۔ وہ مردہ ہے، اور فساد کا شکار ہے۔

اب جب ہم کچھ دیر کو رُکیں گے، تو ہم اِس موضوع پر بات کریں گے:

## II

وہ کلام جو یسوع مردوں کے لیے لاتا ہے۔ :

وقت آتا ہے، بلکہ اب ہے، جب مردے خُدا کے بیٹے کی آواز سنیں گے۔ "ہمارے خُداوند یسوع المسیح کو کتاب مقدس، خصوصاً" یوحنا کی خوشخبری میں، "کلام" کہہ کر پکارا گیا ہے۔ یہاں اُس کی آواز کا ذکر ہے، مگر آواز کیا ہے جب تک وہ ذات موجود نہ ہو جو اُسے ادا کرے؟ وہ کلام کیا ہے جسے یسوع بولتا ہے اور جس سے مردہ جانیں زندہ ہو جاتی ہیں؟ کیا خود یسوع مسیح ہی انسان کے لیے خُدا کا کلام نہیں؟ الہیت کا واضح، جُداگانہ اور روشن ظہور — وہی یسوع مسیح ہے۔

اب میں تمہیں یہ بات یوں بیان کروں۔ یسوع مسیح ایک وقت آسمان سے اُترا، اُس نے عاجزی اختیار کی، اور ایک شیرخوار کی صورت میں ظاہر ہوا، چرنی میں رکھا گیا، اور عورت کی چھاتی سے دودھ پیا۔ وہ خُدا تھا۔ یہ کیا پیغام تھا؟ وہ طفل، وہ مولود، جو انسانی بھی تھا اور الہی بھی؟ یہ پیغام تھا: "خُدا کو انسان پر رحم آیا ہے، اور اُس نے اُسے چھوڑ نہ دیا؛ بلکہ وہ اپنے جلال اور عظمت کے باوجود، اُس کمزور اور قابلِ رحم مخلوق سے تعلق باندھنے کو آیا ہے۔" اور یہ رشتہ ابتدا میں اُس کامل انسان سے نہ تھا، بلکہ ایک نومولود سے — گویا یوں کہا گیا ہو: "اے انسان کے سب سے ضعیف اور کمزور وجود! تُو بھی تسلی پائے، کیونکہ خُدا نیچے اُترا ہے اور اُس نے شیرخوار کی صورت کو اپنی ذات سے جوڑ لیا ہے۔"

یہ رحم تھا، یہ فضل تھا، یہ شراکت تھی، اور یہ امید تھی انسان کی نسل کے لیے۔

اسی غرض سے یسوع نے ہماری دکھوں اور کمزوریوں کے درمیان زندگی گزاری، اور ہمارے رنج و غم اپنے اوپر لے لیے۔ اور یہ کیا ظاہر کرتا ہے؟ یہ رحم دلی کو ظاہر کرتا ہے — ایک خوبصورت لفظ: رحم دلی، یعنی شریک رنج، درد میں ساتھ دینے والا۔ ایسا محسوس ہوا گویا یہ صدا ہے: "خُدا تمہارے دکھوں سے بے پروا نہیں، اے بنی آدم! تم گناہوں کے سبب گرے ہو، مگر

خُدا کو تم پر رحم ہے، وہ تمہارا احساس رکھتا ہے۔ وہ کوئی سخت دل رُیوس نہیں جو اپنے تخت پر بے حسی سے بیٹھا رہے، جبکہ اُس کی مخلوق درد و عذاب اور ابدی ہلاکت سے دوچار ہو۔ نہیں! بلکہ وہ نیچے آیا ہے، اُس نے انسانیت کو اختیار کیا ہے تاکہ انسان کے ساتھ دُکھ اُٹھائے، اور اُسے دکھائے کہ وہ اُسے چھوڑا نہیں، بلکہ اُس کا دُکھ سہا ہے۔

اور جب اُس نے پاکیزگی سے زندگی بسر کی — جو کہ اُس کے عظیم کام کا محض ایک چھوٹا سا پہلو تھا — تو خُداوند یسوع مسیح نے اپنی جان قربان کرنے کو پیش کی۔

وہ باغ میں گیا، اور وہاں خُدا کا غضب اُس پر آ پڑا، یہاں تک کہ وہ بیش قیمت خوشہ، الہی غضب کی گھٹی میں یوں گُچلا گیا کہ ہر مسام سے خون اُلود پسینے کے قطرے بہنے لگے، جیسے انگوروں سے رس ٹپکتا ہو۔ وہ پیلاطس کے ایوان میں گیا، ہیرودیس کی عدالت میں پیش ہوا، تاکہ مذاق اڑایا جائے، کوڑے کھائے، تھوکا جائے۔ اور آخر کار، نہایت اذیت میں، اُس نے لعنتی درخت پر اپنی جان قربان کی۔

اُس نے ہم سے اُس وقت کیا فرمایا؟ یہ کہا: "خُدا عادل ہے۔ اے فانی انسانو! میں تمہارے پاس آیا ہوں، تمہاری فطرت کو اختیار کیا ہے، اور تمہارے گناہوں کو اپنے سر لیا ہے۔ تمہاری جگہ میں، تمہارا قائم مقام بن کر، دُکھ اُٹھا رہا ہوں۔"

مسیح یسوع کے مصائب خُدا کی طرف سے ایک بلند صدا ہیں: "میں تم پر رحم کرتا ہوں، لیکن تمہارے گناہوں کو ضرور سزا دوں گا۔ میں اُن سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ میرے بیٹے پر بھی ڈالے جائیں، تو میں اُسے اُن کے بوجھ تلے گرا دوں گا۔ میں گناہ کو ہرگز برداشت نہ کروں گا، چاہے وہ اُس کامل قائم مقام پر ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ گناہ لعنتی شے ہے، اور میں اُسے اپنی کائنات سے نیست کر دینا چاہتا ہوں۔"

"یہ خُدا کا کلام ہے۔ وہ فرماتا ہے: "انصاف بھی ہے، اور رحم بھی؛ شفقت بھی ہے، مگر وہ بھی عدل کے ساتھ ہم آہنگ۔"

اور یسوع مردوں میں سے جی اُٹھا، اور اب ہمیشہ کے لیے خُدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے، اور اُس کی روح القدس نازل ہو چکی ہے، جو آج بھی کلام کی منادی میں آسمانی قوت بھرتی ہے۔

مسیح آج ہمیں یوں خُدا کا کلام سناتا ہے: "جو کوئی یقین رکھے کہ یسوع مسیح ہے، وہ خُدا سے پیدا ہوا ہے؛ جو کوئی مجسم بیٹے پر بھروسا کرے، اور اُس کے دُکھوں کی فضیلت پر کامل ایمان لائے، وہ نجات پائے گا۔"

خُدا شریر کی موت نہیں چاہتا، بلکہ یہ کہ وہ اُس کی طرف رجوع لائے اور زندہ رہے۔ جو کوئی زندہ خُدا کی طرف رُخ کرے، اور اُس کے بیٹے پر کُفارے کے لیے ایمان لائے، وہ گناہ کی ہلاکت خیز طاقت سے بچایا جائے گا، اور ہمیشہ کی زندگی پائے گا۔

مسیح، جو زندہ ہے، خُدا کا کلام ہے ہم سے — کہ اگر ہم اُس پر ایمان لائیں، تو اُس آنے والے غضب سے بچائے جائیں گے، جیسے کہ وہ خود مردوں میں سے جی اُٹھا اور جلال میں اوپر چڑھا۔

اے میرے پیارو! وہ انجیل جو میں آج شب پھر سناتا ہوں، وہی ہے جو میں ہمیشہ سے سناتا آیا ہوں — یہاں تک کہ مجھے کبھی اندیشہ ہوتا ہے کہ تم اُس کی تکرار سے اُکتا نہ جاؤ۔ لیکن اگر ایسا بھی ہو، تو میں باز نہیں آ سکتا؛ کیونکہ میں کسی اور نام کی منادی نہیں کر سکتا، اور نہ کسی اور بنیاد کو رکھ سکتا ہوں، جس پر تمہیں بلاؤں کہ اپنی نجات کی عمارت اُسی پر تعمیر کرو۔

یسوع مسیح، خُدا کا بیٹا، آچکا ہے۔ زمین پر اُس نے زندگی بسر کی، دُکھ سہے، اور انسانوں کی خاطر جان دی۔ خُدا محبت ہے، مگر وہ عدل بھی ہے۔

ایک راہ ہے، جس میں وہ عادل بھی ہو سکتا ہے اور تم پر نرم دل بھی۔ اگر تم اُس کے پیارے بیٹے پر ایمان لاؤ، تو تمہارے گناہ تمہیں ہلاک نہ کریں گے، بلکہ مسیح کے دُکھ تمہارے بدلے میں قبول کیے جائیں گے، اور تم زندہ رہو گے۔

اگر تم آج یسوع کو قبول کرو، اگر تم آج اُس پر کامل سہارا رکھو، اگر تم اپنے گناہوں کی محبت اور اپنی خود ساختہ راستبازی کو چھوڑ دو، اور آکر اُس جگہ آرام کرو جہاں خُدا چاہتا ہے کہ تم آرام پاؤ، تو خُدا تم سے صلح کرے گا، اور تم اُس کے فرزند کہلاؤ گے، اور ابد تک زندہ رہو گے۔

اب میں تیسری بات پر پہنچتا ہوں، اور ختم کرتا ہوں:

وہ طریقہ جس سے یہ کلام مردوں پر اثر کرتا ہے :-

وقت آتا ہے بلکہ اب ہے کہ مردے سنیں گے۔" میں نے تمہیں بتایا ہے کہ وہ کیا سنیں گے، وہ کلام سنیں گے، مگر اسے کون بولے گا؟ کون ہے جو مقصد کے ساتھ اسے بول سکتا ہے؟ یہی۔" جب مردے خدا کے بیٹے کی آواز سنیں گے تو جو سنیں گے وہ زندہ ہوں گے۔" جب کبھی کوئی مردہ جان زندہ ہوتی ہے تو وہ کلام کے وسیلہ سے زندہ ہوتی ہے، لیکن واعظ کی آواز کے وسیلہ سے نہیں۔ واعظ تو صرف ایک آلہ ہے اور کچھ نہیں۔

وہ اصلی آواز جو مردہ جانوں کو زندہ کرتی ہے، وہ مسیح یسوع کی آواز ہے۔ کیا ایسا ہی ہے؟ کیا وہ واقعی ہر اُس جان سے بات کرتا ہے جو نجات پاتی ہے؟ ہاں، مگر میرا مطلب خیالی طور پر نہیں ہے، گویا تم ہوا میں آوازیں سنتے ہو، بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ کلام جو ابھی تمہارے سامنے سنایا گیا ہے، وہ تمہارے دل اور ضمیر پر روح القدس کے وسیلہ سے اس طرح اثر کرے کہ تم اُس کی قدرت کو ثابت کرو اور اُس کی تاثیر کو محسوس کرو۔ یہی روح القدس ہے جس کے وسیلہ سے مسیح کی آواز جان میں سنی جاتی ہے۔

مگر جب میں یوں تم سے کہتا ہوں تو کچھ لوگ کہیں گے، "پھر ہم گنہگاروں کے ساتھ کیا کریں، کیونکہ ہمارے پاس وہ آواز نہیں جو انہیں زندہ کر سکے؟" تم یہ کر سکتے ہو کہ اپنے آقا کو دامن سے پکڑو اور کہو، "اے نیک خداوند، کلام کر، کلام کر!" جب میں اس منبر پر آتا ہوں تو وہ دعا جو ہمیشہ میرے دل سے اٹھتی ہے میری امید ہے کہ میں یہ بغیر ریا کے کہہ سکتا ہوں۔ یہی ہے، "اے خداوند، خود میرے ذریعہ کلام فرما۔" مجھے کامل یقین ہے کہ اگر میں دس ہزار برس تک مردہ گنہگاروں کو منادی کروں تو میری آواز سے ایک بھی نجات نہ پائے گا۔ پھر میں کیوں گنہگاروں کو منادی کرتا ہوں، جانتے ہوئے کہ وہ مردہ ہیں؟ اس لئے کہ میں صرف مسیح کا آلہ ہوں، اور وہ اپنی روح کے ساتھ اپنی آواز کے ذریعہ بولتا ہے، جو کہ اُس کی آواز ہی ہے، اور مردے سنتے ہیں اور زندہ کیے جاتے ہیں۔ نہ آلہ کے بغیر، نہ صرف آلہ کے وسیلہ سے، بلکہ یسوع مسیح کی آواز کے وسیلہ سے۔

پس میں تم سے التماس کرتا ہوں، اے عزیز بھائیو اور بہنو جو خدا کے لئے زندہ ہو، کہ دعا کرو کہ جب واعظ بولے تو یسوع —بھی کلام کرے۔ اپنے دلوں کو بلند کرو اور خاموشی سے فریاد کرو

،اے خداوند، مردے تیری آواز سنیں"  
اے رب، اپنے جلاوطنوں کو خوشی بخش؛  
یہی اُن کا جمال، یہی اُن کا جلالی لباس  
"یسوع مسیح، ہمارا رب، ہماری راستبازی۔

اے میرے بھائیو اور بہنو، تمہارے لئے اس میں کیا بڑی تسلی ہے! خواہ تم اپنی ذات میں کتنے ہی کمزور کیوں نہ ہو، اگر یہ مسیح کی آواز ہے جس پر تم تکیہ کرتے ہو تو اُس میں کیا ہی قدرت ہے! تم اپنی جماعت میں جا کر کہہ سکتے ہو، "میں ان شرارتی لڑکوں اور ان بے توجہ لڑکیوں کو تعلیم نہیں دے سکتا، میں کیسے امید رکھوں کہ یہ نجات پائیں گے؟" لیکن تمہارا آقا تمہارے ذریعہ بول سکتا ہے، اور وہ کر سکتا ہے جو تم نہیں کر سکتے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ پرانا آدم جوان ملانکتھون سے زیادہ طاقتور ہے، لیکن وہ قادر منجی کے لئے زیادہ قوی نہیں، جس کی آواز صرف زندوں ہی کو نہیں بلکہ مردوں کو بھی مخاطب کرتی ہے، اور جو کوئی اُس آواز کو سنتا ہے، زندہ ہو جاتا ہے۔ پس اپنے کان جھکاؤ اور دل کو خم کرو، اور مسیح کی آواز پر دھیان دو، کیونکہ اسی سے سست قوی کو زندہ کیا جاتا ہے اور بیداری بخشی جاتی ہے۔

تاہم جب مسیح مردوں سے کلام کرتا ہے تو قوت انہیں دی جاتی ہے تاکہ وہ اُسے پائیں اور استعمال کریں، اُسے اپنی کہیں اور اُس کو عمل میں لائیں۔ "مردے سنیں گے" اور غور کرو "جو سنیں گے وہ زندہ ہوں گے۔" تم یہ نہ سمجھو کہ انسان اس معاملہ میں بالکل بے عمل ہے۔ کیا لکھا ہے؟ "ہمیں کھینچ لے، اور ہم کھینچ لے، اور ہم تیرے پیچھے دوڑیں گے۔" یہاں ایک سرگرمی آتی ہے۔

میں نے بعض کو سنا ہے کہ ایمان اور توبہ روح القدس کی بخششیں ہیں۔ بالکل درست، وہ واقعی بخششیں ہیں، لیکن تم کیوں ایسی گفتگو کرتے ہو گویا گنہگار کا کچھ بھی فرض نہیں کہ وہ توبہ کرے اور ایمان لائے؟ ہمیشہ یاد رکھو کہ تمہیں ہی توبہ کرنی ہے اور تمہیں ہی ایمان لانا ہے۔ روح القدس تمہاری طرف سے توبہ نہ کرے گا۔ وہ کس بات پر توبہ کرے؟ اُس نے کبھی خطا نہیں کی۔ اور روح القدس تمہاری طرف سے ایمان نہ لائے گا۔ وہ کس پر ایمان لائے؟ وہ تو خود خدا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول نے بالکل ٹھیک فرمایا، "اپنی نجات خوف اور لرزہ کے ساتھ عمل میں لاؤ، کیونکہ خدا ہی ہے جو اپنی مرضی کے مطابق تم میں ارادہ اور عمل کرتا ہے۔" مسیح آواز بخشا ہے، لیکن انسان سنتا ہے۔ کچھ پایا جاتا ہے۔ جب آواز نکلتی ہے تو سننا بڑا عمل نہیں، جب رحمت پیش کی جاتی ہے تو اُسے قبول کرنا بڑا کام نہیں، لیکن سننا ایک معجزہ ہے کیونکہ مردے سنتے ہیں، اور ایمان سے قبول کرنا بھی ایک معجزہ ہے کیونکہ یہ وہی کرتے ہیں جن کو دیا گیا ہے،

پھر بھی یہ انسان ہی کرتا ہے۔ ایمان اور توبہ خدا کی بخششیں ہیں، نجات دینے والی آواز مسیح کی آواز ہے، لیکن ذاتی نجات کا نقطہ تب پہنچتا ہے جب انسان سرگرمی سے سنتا اور سچائی کو قبول کرتا ہے۔

پس میں تم سے درخواست کرتا ہوں، اے میرے عزیز سننے والو، اگر تم نجات پانا چاہتے ہو تو انجیل کو سننے میں محنتی رہو۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ اُن عبادت گاہوں میں زیادہ جاؤ جہاں مسیح زیادہ سنایا جاتا ہے۔ فصاحت، خطابت، رنگین عبارتوں یا مزاحیہ جملوں کے پیچھے نہ دوڑو جو تمہیں محظوظ کر سکیں۔ خداوند کے دن تمہارے پاس اور بھی کرنے کو کچھ ہے بجز اس کے کہ تم محظوظ ہو اور اپنے کانوں کو خوش کرواؤ۔ تمہارے اندر ایک جان ہے جو یا تو نجات پائے گی یا ہلاک ہوگی، اور یہ دن خاص تمہیں دیا گیا ہے تاکہ تم انجیل سنو جو تمہیں نجات دیتی ہے۔ پس اپنے علاقے میں انجیل کو تلاش کرو۔ جہاں کہیں بھی تم اسے سنو وہاں جاؤ۔

میں تمہیں منت کرتا ہوں کہ اُسے سنو، لیکن یہ نہ سمجھو کہ صرف ظاہری کانوں سے سن لینا کافی ہوگا۔ افسوس! ایسا سننا شاید ذمہ داری لے آئے اور تمہیں کوئی برکت نہ دے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ جب تم دعا کے گھر کو جاؤ تو خداوند سے مانگو کہ وہ تمہارے باطنی کان کھولے، تمہیں تمہاری روحانی موت سے زندہ کرے، اور تمہیں فائدہ اٹھانے کی نعمت بخشے۔

میں یقین کرتا ہوں، اے عزیز دوستو، کہ بہت کم لوگ برکت سے محروم ہوں گے جو انجیل کے خادم کو سنیں گے اور برکت پانے کی سچی چاہت رکھتے ہوں گے۔ ان پانیوں میں آدمی وہی پائے گا جس کی وہ تلاش کرے گا، اور اگر تم دل سے خدا کی برکت کو ڈھونڈو گے تو یقیناً پاؤ گے۔ اُس کے لئے پیاس رکھو، اُس کے لئے تڑپو، اُس کے لئے اشتیاق کرو، تمہارے پاس اس کا آغاز پہلے ہی ہے، کیونکہ فضل کی خواہش اس بات کی شہادت ہے کہ فضل کسی نہ کسی درجہ میں تمہیں بخشا گیا ہے، اور مسیح کو دل سے ڈھونڈنا پہلے ہی کچھ پانا ہے، اُن کے جشن کی ایک جھلک ہے جو اُسے پا لیتے ہیں۔

آہ! میرے عزیز دوستو، ہم منادی کرتے ہی جاتے ہیں، اور تم آتے اور جاتے رہتے ہو اتوار کے بعد اتوار، مگر تمہارا حال کیا ہے؟ کیا تم نجات پائے ہو یا نہیں؟ کوئی شخص ایک دواخانہ کھولتا ہے اور فرض کرو کہ اُس کے پاس بڑی شفا بخش ادویات ہیں۔ علاقے میں وبا پھوٹ پڑتی ہے، اور وہ خود سے پوچھتا ہے، "کیا یہ دوائیں سچ مچ وہ ہیں جو یہ دعویٰ کرتی ہیں؟" اگر لوگ مرتے ہی جائیں تو وہ ایک ایماندار آدمی کی حیثیت سے فکر مند ہوگا اور تحقیق کرے گا۔ اگر وہ کسی کو اور باتوں میں مشغول پائے گا تو کہے گا، "بکواس! ان باتوں کو کچھ دیر کے لئے چھوڑو، مجھے زیادہ اہم سوال کرنا ہے۔ کیا یہ دوائیں واقعی اُس وبا سے لڑنے کی کارگر چیزیں ہیں؟ کیا یہ وہ ہتھیار ہیں جن سے اس بھیانک بیماری کو بھگایا جائے اور اس آفت کو روکا جائے؟" کیا تمہاری گلی میں وبا بڑھ رہی ہے یا ختم ہو رہی ہے؟

اے میرے عزیزو! آج رات میں یہی سوالات تمہارے دلوں پر رکھنا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ جو کلام میں سناتا ہوں وہ مسیح کا کلام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں نے تمہیں اُس کی نجات کی انجیل سنائی ہے۔ لیکن مسیح کی آواز کی نقل میں نہیں کر سکتا، نہ ہی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ اپنی آواز خود استعمال کرتا ہے۔ اُس کی زبان ہی ایسی ہے جو دو دھاری تلوار کی مانند ہے، جو ایک ہی وقت میں کاٹتی بھی ہے اور شفا بھی بخشتی ہے۔ تو تمہارا حال کیا ہے؟ کیا تم نجات پائے ہو؟ کیا تم بیدار ہوئے ہو؟ کیا تم تلاش کر رہے ہو؟ کیا تم پا رہے ہو؟ یا پھر تم محض سن رہے ہو، سن رہے ہو، سن رہے ہو، بار بار سن رہے ہو، مگر بے فائدہ؟

آہ! میری آرزو ہے کہ کاش میں ایسا واعظ نہ ہوتا جو تمہارے لئے مجرم ٹھہرائے جانے کا باعث ہو، اور کاش تم میرے سامع نہ ہوتے، کیونکہ میں برداشت نہیں کر سکتا کہ میں تمہاری ہلاکت میں اضافہ کروں، تمہارے دلوں کو سخت کروں—کیونکہ ایسا ہی ابوتا ہے—اُس سچائی کے ساتھ جو انہیں نرم کرنی چاہیے تھی

میں دعا کرتا ہوں کہ آقا تمہیں ایک مختلف حالت میں لے آئے، اور تمہیں یہ چیزیں تھامنے دے، کیونکہ اگر یہ سچ نہیں تو وقت آ گیا ہے کہ میں اُن کی منادی کرنا چھوڑ دوں، اور اگر یہ سچ ہیں تو وقت آ گیا ہے کہ تم انہیں قبول کرو۔ اگر یہ سچ نہیں تو یہ عبادتیں محض ڈراؤنی ڈرامے ہیں اور ان کا ختم ہونا بہتر ہے، لیکن اگر یہ کتاب سچ ہے اور مسیح کی انجیل حقیقت ہے تو وقت آ گیا ہے کہ تم انہیں کھیل نہ بناؤ بلکہ پورے دل کے ارادہ سے خدا کی طرف پھرو۔

خداوند تمہیں نجات دے، یسوع کے خاطر۔ آمین۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ اسپرجن  
افسیوں 2، متی 6:11

افسیوں باب 2، آیت 1۔

"اور اُس نے تمہیں زندہ کیا جو قصوروں اور گناہوں میں مردہ تھے۔"

پس خدا کے لوگوں میں کیا ہی عظیم تبدیلی واقع ہوئی ہے! اس کو مُردوں کے جی اٹھنے کے مانند بیان کیا گیا ہے۔ کیا تم

سمجھتے ہو کہ یہ تبدیلی کسی انسان کے بے خبر رہنے کے ساتھ واقع ہوتی ہے؟ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم خطا پر ہیں جب ہم زندہ اور مردہ کے درمیان بڑی تمیز بیان کرتے ہیں؟ برگز نہیں۔

درحقیقت وہ وعظ جو ان جماعتوں کے لئے کیے جاتے ہیں جن میں زندہ اور مردہ صیون کے بیچ کوئی تمیز نہ رکھی جائے، دھوکہ ہیں۔ اور وہ دعائیں جو ملی جلی حالت والی جماعتوں کے لئے کی جاتی ہیں—جہاں کچھ گناہ میں مردہ ہیں اور کچھ خدا کے لئے زندہ ہیں—اپنی ذات میں ناممکن کو پورا کرنے کی کوشش ہیں۔ جس قدر فرق قبر میں مردوں اور سڑکوں پر چلنے والے زندوں کے درمیان ہے، اسی قدر فرق نئے سرے سے پیدا ہونے والوں اور نہ ہونے والوں کے درمیان ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو، اے عزیزو، کہ یہ آیت تم پر لاگو ہوتی ہے؟ "اور تم کو، اور تم کو، اور تم کو اُس نے زندہ کیا جو قصوروں اور گناہوں میں" مردہ تھے۔

## آیت 2۔

جن میں تم پہلے اس جہاں کے دستور کے موافق اور ہوا کی سلطنت کے رئیس کے موافق چلا کرتے تھے، یعنی اُس روح کے "موافق جو اب نافرمانوں کے فرزندوں میں اثر کرتا ہے۔" جو نجات نہیں پاتے وہ بدی کی زندگی جیتے ہیں۔ وہ خدا کی طرف مردہ ہیں مگر شیطان کی طرف زندہ ہیں۔ ایک غیر تجدید یافتہ آدمی کا دل شیطان کی کارگاہ ہے جہاں وہ شرارت کے مختلف ہتھیار تیار کرتا ہے—وہ روح جو نافرمانی کے فرزندوں میں کام کرتا ہے۔

## آیت 3۔

جن میں ہم بھی سب پہلے اپنی جسمانی خواہشوں میں زندگی بسر کرتے تھے، اور جسم و دماغ کی خواہشوں کو پورا کرتے "تھے اور طبعاً اوروں کی مانند غضب کے فرزند تھے۔" فطرت کے اعتبار سے خدا کی کلیسیا کے سب سے روشن مقدس اور شیطان کے لشکر کے سب سے سیاہ ترین گنہگار کے درمیان کوئی فرق نہیں—سب گرے ہوئے، سب اپنے اصل میں سخت گندے۔ کیا ہی عجائبات فضل ہیں وہ جو نجات پاتے ہیں! پس انہیں لازم ہے کہ ہمیشہ اُس فضل کی حمد میں کوتاہی نہ کریں۔

## آیات 4-7۔

لیکن خدا جو رحمت میں دولتمند ہے، اُس بڑی محبت کے سبب سے جس سے اُس نے ہم سے محبت کی، جب ہم اپنے قصوروں کے سبب سے مردہ تھے، تو ہمیں مسیح کے ساتھ زندہ کیا—فضل ہی سے تم نجات پائے ہو۔ اور مسیح یسوع میں ہمیں اُس کے ساتھ جی اٹھایا اور اُس کے ساتھ آسمانی مقاموں پر بٹھایا۔ تاکہ آنے والے زمانوں میں وہ مسیح یسوع میں ہم پر اپنی مہربانی سے "اپنے فضل کی بے نہایت دولت کو ظاہر کرے۔"

خدا کا عظیم مقصد اپنے فضل کو ظاہر کرنا ہے—تمام کائنات کو دکھانا کہ وہ کیسا فضل کرنے والا خدا ہے۔ اسی لئے اُس نے ہم پر نظر کی جو گناہ میں مردہ تھے۔ اسی لئے اُس نے ہمیں زندہ کیا۔ اور جب زندہ کیا تو ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک ہمیں بلند کرتا گیا، یہاں تک کہ ہمیں مسیح کے ساتھ اُس کے تخت پر بٹھا دیا۔ اے محبوبو! اگر سب زمانے خدا کے فضل کو اُس کے ہمارے ساتھ سلوک سے سیکھیں گے تو ہمیں چاہیے کہ ابھی سیکھیں، اُس کی بات زیادہ کریں اور اُس میں خوشی منائیں۔ کون سا خدا ہمارے خدا کی مانند فضل کرنے والا ہے؟

## آیت 8۔

"کیونکہ تم فضل ہی سے ایمان کے وسیلہ نجات پائے ہو۔" نہ اپنے کمالوں سے، نہ پادریوں کی کاریگری سے، نہ اپنی آزاد مرضی سے۔ "فضل ہی سے نجات پائے ہو۔" یہ انجیل کا عظیم خلاصہ ہے۔ اگر یہی تعلیم دی جائے تو رومی غلطیاں جلد بھاگ جائیں گی۔ "فضل ہی سے نجات پائے ہو۔"

## آیت 8 (دوسرا حصہ)۔

"اور یہ تمہاری طرف سے نہیں، خدا کی بخشش ہے۔" نہ ایمان تمہارا اپنا ہے، نہ نجات۔ دونوں الہی محبت کی بخششیں ہیں، دونوں ہم میں الہی روح کے ذریعہ عمل میں آتی ہیں۔ یہ خدا کی بخشش ہے۔

## آیات 9-10۔

"اور نہ اعمال کے سبب سے، تاکہ کوئی فخر نہ کرے۔ کیونکہ ہم تو اُس کی کاریگری ہیں۔" کوئی نیک انسان اپنے اعمال پر فخر نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اعمال بھی خدا کے ہیں۔ اُس کے بغیر ہم کچھ نیک کام کر ہی نہ سکتے تھے۔ پس جب ہم انہیں رکھتے ہیں تب بھی ہم اُس کی کاریگری ہیں۔ کیا چاک پر برتن فخر کرے کہ میں نے خود کو بنایا؟ برگز نہیں، بلکہ کمہار ہی کو اُس کی مہارت کا کریڈٹ ملنا چاہیے۔ اور اگر ہمارے کردار میں فضل اور سچائی کی لکیریں ہیں تو اُن کا جلال خدا کو ہو، کیونکہ ہم اُس کی کاریگری ہیں۔



#### آیات 10-12۔

اور مسیح یسوع میں نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جنہیں خدا نے پہلے سے ہمارے لئے تیار کیا تاکہ ہم اُن میں چلیں۔" پس یاد رکھو کہ تم جو پہلے جسم کے اعتبار سے غیر قوم تھے اور اُسے جو جسم میں ہاتھ کے ساتھ کی جاتی ہے اور 'ختہ' کہلاتی ہے، وہ تمہیں 'غیر ختنہ' کہتی ہے۔ اُس وقت تم مسیح سے جدا، اسرائیل کی شہریت سے بیگانہ اور وعدوں کے عہد سے "اجنبی تھے اور نہ امید رکھتے تھے اور دنیا میں بے خدا تھے۔

یہی حال ہمارے باپ دادا کا تھا۔ یہی حال ہماری فطرت کا ہے۔ ہم تو یہود تک کی مانند بھی نہ تھے، جنہیں جسم کے مطابق ایک عہد ملا اور اُس کی نشانی بچپن ہی میں دی گئی۔ لیکن ہم ہم تو بالکل اجنبی اور بیگانہ تھے خدا تعالیٰ سے۔

#### آیت 13۔

"لیکن اب مسیح یسوع میں تم جو پہلے دور تھے، مسیح کے خون کے وسیلہ سے نزدیک ہو گئے۔" آہ! خوشی مناؤ اس پر۔ تم جو دور تھے نزدیک کیے گئے، اپنے دلوں کو شکرگزاری میں بلند کرو اُس کام کے لئے جو خداوند "یسوع نے اپنے خون کے وسیلہ سے تمہارے لئے کیا۔" مسیح کے خون کے وسیلہ سے نزدیک کیے گئے۔

#### آیت 14۔

"کیونکہ وہی ہماری صلح ہے جس نے دونوں کو ایک کر لیا اور بیچ کی جدا کرنے والی دیوار کو ڈھا دیا۔" مسیح یہودی اور غیر قوم کے درمیان صلح ہے۔ دونوں اور اُن کے خدا کے درمیان صلح ہے۔ ایک غریب معمار کے بارے میں سنا گیا کہ وہ ایک اونچی عمارت سے گر کر مرنے کے قریب تھا۔ ایک انجیل کے خادم کو بلایا گیا جس نے کہا، "اے عزیز آدمی، تو موت کے نزدیک ہے، لہذا میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو خدا سے صلح کر لے۔" اُس معمار نے اپنی آنکھیں کھول کر کہا، "خدا سے صلح میں خود نہ کر سکتا، مگر میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے اُس ازلے عہد فضل میں ہو چکی ہے جو خداوند یسوع مسیح کی ذات میں اٹھارہ سو برس پہلے قائم ہوا، اور میرے لئے کوئی صلح باقی نہیں جو میں کروں۔" یہ صلح پہلے ہی ہو چکی ہے اور ہمیں فقط اُسے قبول کرنا ہے، کیونکہ وہی ہماری صلح ہے جس نے دونوں کو ایک کر دیا اور بیچ کی دیوار گرائی۔

#### آیات 15-16۔

اور اپنی جسم میں دشمنی کو یعنی احکام کے اُس شریعت کو جو ضابطوں پر مبنی تھی موقوف کر دیا تاکہ وہ دونوں کو اپنے اندر ایک نیا آدمی بنا کر صلح کرائے۔ اور دونوں کو ایک بدن ہو کر صلیب کے وسیلہ سے خدا سے ملائے اور اُس کے ذریعہ "دشمنی کو مٹا دیا۔"

اب یہودی اور غیر قوم کے بیچ کوئی دشمنی نہیں ہونی چاہیے۔ نہ ہی ایمان لانے والے اور اُس کے خدا کے درمیان کوئی دشمنی باقی ہے۔ دشمنی ہمیشہ کے لئے مر گئی ہے، کیونکہ مسیح مر گیا ہے۔

#### آیات 17-18۔

اور آ کر اُس نے تم کو جو دور تھے اور اُن کو جو نزدیک تھے سلامتی کی خوشخبری دی۔ کیونکہ اُسی کے وسیلہ سے ہم "دونوں کا ایک ہی روح میں باپ کے پاس رسائی ہے۔" اس آیت میں پوری تثلیث ہے۔ اور تثلیث کی یگانگت دعا کے لئے ضروری ہے۔ "اُسی کے وسیلہ سے ہم دونوں کا ایک ہی روح" میں باپ کے پاس رسائی ہے۔

#### آیت 19۔

"پس اب تم اجنبی اور مسافر نہیں رہے بلکہ مقدسوں کے ہم وطن اور خدا کے گھرانے کے ہو گئے۔" فضل کس طرح برکت سے تمام قومی امتیازات کو مٹا دیتا ہے! کاوہر نے اقوام کو اُن قطروں کے مانند بیان کیا جو آپس میں گھل مل جاتیں اگر پہاڑ یا سمندر انہیں جدا نہ کرتے۔ لیکن فضل کی انجیل میں ہم ایک ہو جاتے ہیں۔ جو کوئی خداوند سے محبت رکھتا ہے وہ ہر اُس شخص کے ساتھ ہم وطن ہے جو اُس سے محبت رکھتا ہے۔ قومی امتیازات مٹھاس کے ساتھ مٹ جاتے ہیں جب ہم نجات دہندہ کو پہچانتے ہیں۔ ہم مقدسوں کے ہم وطن اور خدا کے گھرانے کے ہو گئے ہیں۔

#### متی باب 11. آیات 1-5۔

اور ایسا ہوا کہ جب یسوع نے اپنے بارہ شاگردوں کو حکم دینا ختم کیا، تو وہاں سے روانہ ہوا کہ اُن کے شہروں میں تعلیم اور منادی کرے۔ اور جب یوحنا نے قید خانہ میں مسیح کے کاموں کی خبر سنی، تو اپنے دو شاگردوں کو بھیج کر اُس سے کہا، کیا تُو ہی وہ ہے جو آنے والا ہے، یا ہم کسی اور کا انتظار کریں؟ یسوع نے جواب دے کر اُن سے کہا، جاؤ اور جو کچھ تم سنتے اور دیکھتے ہو یحییٰ کو پھر خبر دو۔ اندھے بینا ہوتے ہیں، لنگڑے چلتے ہیں، کوڑھی پاک صاف کیے جاتے ہیں، بہرے سنتے ہیں، مردے زندہ کیے جاتے ہیں، اور غریبوں کو خوشخبری سنائی جاتی ہے۔

یہی مسیح کی مہر اور ثبوت تھے، اُسے کسی اور شہادت کی حاجت نہ تھی۔ یہی وہ کام تھے جن کے بارے میں نبوت میں کہا گیا تھا کہ وہی مسیح کی پہچان ہوں گے۔ پس اگر یہ نشان اُس میں پائے گئے، تو اُس نے یوحنا اور اُس کے شاگردوں پر چھوڑ دیا کہ وہ خود نتیجہ نکالیں کہ وہی آنے والا ہے۔ مسیح اپنی کارگزاریوں سے ہی پہچانا جاتا ہے، اور خاص کر اپنی امت میں اُس کے اعمال کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔

دنیا کو مسیح کے تابع کرنے کے لیے دو عظیم حکم ہیں: پہلا یہ کہ انجیل کی منادی کی جائے، اور دوسرا یہ کہ انجیل کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔ اور اگر ہم انجیل کو زندہ نہ کریں، تو ہم منادی میں کامیاب نہ ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری کلیسیا کے وہ رکن جو انجیل کے موافق زندگی نہیں گزارتے، وہ تمام ہفتہ اُس کو بگاڑتے ہیں جو منادی کرنے والا خداوند کے دن پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

زبان سے منادی کرنا ایک بڑی بات ہے، مگر سب سے بہتر یہ ہے کہ اپنے قدموں اور ہاتھوں سے منادی کی جائے—اپنی چال اور اپنے کام میں۔ اور اگر ہم کو یہ فضل دیا جائے، تو لوگ انجیل کی منادی کے خلاف کچھ نہ کہہ سکیں گے، جب وہ اُس کا اثر اُن میں دیکھیں گے جو اُسے قبول کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم سب کسی نہ کسی طور پر منادی کرنے والے ٹھہریں۔

آیت 6۔ اور مبارک ہے وہ جو مجھ میں ٹھوکر نہ کھائے۔